؎ اس فضا کا ذرّہ ذرّہ معصیّت بردوش ہے
آدمی محسوس کرتا ہے خدا خاموش ہے۔

اسلام میں توبہ کرنے کا طریقہ

"انسان اگر اپنی زندگی میں اپنے گناہوں کا ازالہ نہ کرے ایک تو وہ گناہ اس کی عاقبت خراب کر دیں گے۔ دوسرا اس کے پھیلے ہوئے گناہ دوسری مخلوق کو بھی اذیّت پہنچاتے رہیں گے۔"

علّامہ ابوالخیر اسدی

مجلس نشر السّنّۃ مخدوم رشید ملتان۔

ادارہ اسلامیہ
مخدوم رشید۔ ملتان
0301-7444110
Azhar.asdi@gmail.com Idarahislamia.com

اس فضا کا ذرہ ذرہ معصیت بردوش ہے
آدمی محسوس کرتا ہے خدا خاموش ہے

اسلام میں توبہ کرنے کا طریقہ

"انسان اگر اپنی زندگی میں اپنے گناہوں کا ازالہ نہ کرے ایک تو وہ گناہ اس کی عاقبت خراب کر دیں گے۔ دوسرا اس کے پھیلے ہوئے گناہ دوسری مخلوق کو بھی اذیت پہنچاتے رہیں گے۔"

علامہ ابوالخیر اسدی

مجلس نشر السنۃ مخدوم رشید (ملتان)

اسلام میں توبہ کرنے کا طریقہ

عقائد کے آئمہ متکلمین نے لکھا ہے کہ مسلمان جب تک توبہ کرنے کے اسلامی شرائط نہ جانتا ہو۔ نہ تو اس کا اس دنیا میں ایمان پر خاتمہ ہو سکتا ہے اور نہ وہ آخرت میں اچھی طرح نجات حاصل کر سکتا ہے بلکہ وہ کسی نہ کسی مہلک عذاب میں ضرور گرفتار ہو جائے گا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ معاصی جن کی آخرت میں سرزنش مقرر کی گئی ہے جب ایسے معاصی کو انسان ہی تصور نہیں کرتا تو ظاہر ہے کہ وہ ایسے گناہوں کے ارتکاب کے بعد نہ تو اپنے دل میں نادم ہو گا اور نہ وہ ان کے لئے صحیح طریقے سے اللہ سے معافی مانگے گا۔ زیادہ سے زیادہ بس یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی سخت مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اس کے دفاع کے لئے صرف زبانی تکرار سے توبہ توبہ کرتا رہتا ہے۔

جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

اس کے بعد جب مصیبت دور ہو جاتی ہے تو پھر اسی سابقہ حالت پر عود کر آتا ہے۔

توبہ تو کر چکا تھا مگر کیا کروں خلیل
کالی گھٹا کو دیکھ کے نیت بدل گئی

ہم نے اس رسالے میں توبہ کرنے کے بنیادی شرائط بیان کر دیئے ہیں تاکہ ہر مسلمان اپنی عملی کوتاہیوں کا اسی دنیا میں ازالہ کر سکے۔

اسلام میں توبہ کرنے کے بنیادی شرائط

توبہ کا لفظی مفہوم یہ ہے کہ گناہ کرنے کے بعد دل میں سخت پشیمان ہونا

اور اس کے بعد معافی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔
ائمہ کرام فرماتے ہیں اسلام میں توبہ کرنے کی تین شرطیں ہیں۔

۱۔ الندا متہ علی الماضی
ماضی میں اپنے کئے ہوئے گناہوں پر نادم ہونا

۲۔ والاقلاع فی الحال
جس گناہ پر توبہ کی جارہی ہے اسے فوراً چھوڑ دینا

۳۔ والغرم علی عدم العود فی الاستقبال
اس کے بعد پختگی کے ساتھ عزم کرنا کہ آئندہ اس گناہ کے بالکل قریب نہ جاؤں گا۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۴)

جس برے کام سے توبہ کر رہا ہے اسے دل میں یوں سمجھے کہ واقعی میں اپنے خدا کی نافرمانی سے توبہ کر رہا ہوں۔ اگر اس برے کام کو معصیت نہ سمجھے بلکہ کسی دوسرے عوارض کے ساتھ ترک کر رہا ہو تو اس کا یہ فعل توبہ میں داخل نہ ہو گا۔ ترک کرنے کے باوجود بھی اخروی مؤاخذے سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ مثلاً کوئی آدمی منشیات کا عادی ہے۔ نشہ بے تحاشا استعمال کرنے کی وجہ سے وہ سخت بیمار ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر مشورہ دیتا ہے کہ یہ نشہ فوراً چھوڑ دینا چاہیئے ورنہ ہلاکت کا خطرہ ہے۔ وہ آدمی جان کی ہلاکت کے ڈر سے اس نشہ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ تو یہ اس کا چھوڑنا توبہ کے حکم میں داخل نہ ہو گا۔ چھوڑنے کے باوجود بھی اخروی عذاب سے بالکل نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح کوئی آدمی زنا کے جرم میں پکڑا جاتا ہے۔ اس کی پاداش میں اسے اس قدر مارا جاتا ہے اس کے بعد وہ دل میں عہد کرتا ہے کہ میں آئندہ اس کام کے قریب نہ جاؤں گا۔ تو اس کا یہ عہد

توبہ میں داخل نہ ہوگا۔ بلکہ وہ تو زنا کو اس لئے ترک کر رہا ہے کہ آئندہ میری جان پر جوتوں کی مالش نہ ہوسکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برے کام سے توبہ کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس توبہ کے ساتھ اس کے دل میں یہ عقیدہ بھی ہو کہ یہ جرم واقعی عند اللہ ایک معیصت کا درجہ رکھتا ہے۔ اس صورت میں وہ گناہ بھی معاف ہو جائے گا اور آخرت میں اس کے مواخذے سے بھی بچ جائے گا۔

محدث علی قاری لکھتے ہیں۔

وفی الشریعتہ ھی الندم علی معصیتہ من حدث ھی معصیتہ فمن ندم علی شرب الخمر لما فید من الصداع وخفتہ العقل وضیاع فی المال لم یکن تائباً شرعاً۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۳)

"شریعت میں ندامت کا مفہوم یہ ہے کہ جس غلط کام پر ندامت کا اظہار کیا جا رہا ہے اسے خدا کی نافرمانی سمجھ کر ترک کرے۔ اگر کوئی شرابی کسی مہلک مرض کی وجہ سے یا مالی نقصان کے خطرے سے شراب پینے پر ندامت کا اظہار کرے تو اس کی یہ ندامت شریعت میں نہ تو توبہ کہلائے گی اور نہ اس کی ایسی ندامت اسے اخروی گرفت سے بچا سکتی ہے۔"

مسلوب القدرۃ کی توبہ

اسی طرح ایک زانی آدمی زنا کے بعد نامرد ہو جاتا ہے۔ ایک ڈاکو اپنے بازو کٹنے کے بعد ڈاکہ زنی کا پیشہ ترک کر دیتا ہے اور ایک بدمعاش اپنے بڑھاپے میں ہر قسم کی بدمعاشی چھوڑ دیتا ہے۔ تو زانی کی یہ نامردی، ڈاکو اور بدمعاش بوڑھے کے یہ طبعی عوارض جن کی وجہ سے یہ لوگ اب کوئی گناہ نہیں کر سکتے۔ ان

عوارض کے بعد بھی انہیں ویسے ہی گناہگار سمجھا جائے گا جیسے وہ ان عوارض سے پہلے گناہگار سمجھے جاتے تھے۔ جب تک وہ ان گناہوں سے سچے دل سے توبہ نہ کریں۔ ان کی یہ گھر بیٹھے بگلا بھگتی نجات کا باعث نہیں بن سکتی۔

شرح مواقف میں لکھا ہے۔

من سلب القدرة على الزنا وانقطع طمعه عن عودة القدرةِ اليه اذا عزم على تركه لم يكن ذلك توبته منه۔

(شرح فقہ اکبر ص ۱۹۷)

"اگر کسی زانی کرنے کی قوت سلب ہو جائے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ اس کام سے بالکل ناامید ہو جائے۔ اگر اس کے بعد وہ یہ عہد کرے کہ میں آئندہ ایسا کام نہ کروں گا۔ تو اس کا یہ عہد شرعاً توبہ میں داخل نہ ہو گا۔ اس عہد کے بعد بھی اسے زنا کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

کافر شرابی کی توبہ

ایک کافر شراب کا بے حد رسیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ اپنے اس کفر کی وجہ سے توبہ کرے تو اس کے ساتھ یہ عہد بھی کرے کہ میں آئندہ شراب بھی نہ پئیوں گا۔ یہ اس لئے اگر وہ اسلام لانے کے بعد شراب نہ چھوڑے تو اس کے نزدیک اسلام کی تعریف یہ ہو گی کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کے اختیار کرنے کے بعد شراب پینا بالکل گناہ نہیں ہے۔ ہاں اسلام لانے کے بعد جب اسے اسلام کی تحریمات اور تحلیلات کی اچھی طرح واقفیت ہو جائے۔ ایسا نو مسلم اگر بعد میں کسی ایسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جائے تو اس کے بعد اسے ایک گناہ گار مسلمان تو تصور کیا جائے گا۔

لیکن یہ گناہ اس کے اصل اسلام کو حبط نہیں کر سکتا۔
عقید طحاوی کی شرح میں ہے۔

لو اسلم ولو مصر علی الزنا و شرب الخمر لابد ان یتوب من ذلک ذنب مع اسلامہ۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۲)

"ایسا کافر جو کفر کی حالت میں زنا اور شراب پینے کا ایک عادی بن چکا ہو۔ اگر وہ اسلام لے آئے تو اسلام لاتے وقت اسے ان جرائم کو بھی چھوڑ پڑے گا۔"

کافر کا قرضہ

اگر کوئی مسلمان کسی ذمی یا کافر کا کوئی مال غصب کرے یا اس کی کوئی چیز چوری کرے تو یہ چیزیں بعینہ اسے واپس کرنا ہوں گی۔ حق العباد میں جس طرح مسلمان کے مال پر مواخذہ ہوتا ہے اسی طرح کافر کے مال پر بھی مواخذہ ہو گا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کافر کا مال اس کے کفر کی وجہ سے مسلمان پر حلال ہو جاتا ہے۔ ہم نے ایک زٹلو ملا کا فتوی دیکھا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ جو مسلمان شرکیہ عقیدہ رکھتے ہیں ایسے لوگوں کا اگر مال لوٹ لیا جائے۔ یا ان کی عورتوں سے برا بھلا کر لیا جائے تو حلال ہے۔ میں نے اس فتوے کے حاشیے پر لکھا۔ جس مولوی کا

اسلام کافر کی بیوی سے زنا کی اجازت دیتا ہے تو پھر کفر میں تو ہر چیز حلال ہوتی ہے اگر کوئی کافر ایسے مولوی کی بیوی کو استعمال کر لے تو کیا یہ ملا کہہ سکتا ہے کہ ایسے کافر کو آخرت میں سخت مواخذہ ہو گا۔
آئمہ کرام فرماتے ہیں۔

واذا غصب مسلم من ذمی مالا اوسرق منہ یعاقب بہ یوم القیامۃِ (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۴)

"جو مسلمان کسی ذمی یا کافر کا مال غصب کر لے یا اس کی کوئی چیز چوری کر لے تو اسے آخرت میں اس کی ضرور سزا ملے گی۔"

جن دنوں پاکستان بن رہا تھا۔ سکھ اور ہندو اپنا قیمتی سامان چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ ایسے مال کو عوام کے علاوہ بڑے بڑے فرشتہ سیرت انسان بھی خوب لوٹتے رہے۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو پہلے کنگال تھے ان کافروں کے مال سے سیٹھ نتھو خاں بن گئے۔ بعض مسلمان ایسے ہندوؤں کے کچھ مقروض بھی تھے۔ ان کے جانے کے بعد ان کے سارے قرضے ہڑپ کر گئے۔ حالانکہ ہندوستان میں ان کا اتا پتا کر کے ایسے قرضے واپس کر سکتے تھے۔

مال غصب کرنے والوں کی توبہ

قران مجید میں فیصلہ کیا گیا ہے اگر کوئی دوسرے کے حق میں سے ایک تنکے کے برابر بھی کوئی چیز غصب کرے گا۔ جب تک اس کے اصل مالک کو وہ چیز واپس نہ کی جائے گی غصب کرنے والا خواہ وہ اونچے درجے کا ولی کیوں نہ ہو۔ آخرت میں اس کے عوض اسے ضرور سزا بھگتنی پڑے گی۔ جن ذرائع سے ایک ظالم انسان کسی دوسرے انسان کا حق غصب کرتا ہے۔ یہاں ان کے چند مشہور ذرائع کا بیان کئے جاتے ہیں مثلاً مظلوم وارثوں کو میراث نہ دینا۔ سودی کاروبار کرنا۔ کسی کی حق رسی کے لئے رشوت وصول کرنا۔ ناپ تول میں کمی بیشی کرنا۔ مستعمل اشیاء میں ملاوٹ کرنا۔ راہزنی اور چوری کے ذریعے مال لوٹنا۔ قرض لے کر واپس نہ کرنا۔ بیٹی کی شادی پر معاوضہ لینا۔ بطور پیشہ پیری مریدی کے ذریعے، مریدوں سے مال وصول کرنا۔ حساب اور تعویذ بازی کی اجرت لینا۔ علم اور مہارت کے بغیر طبیب بن کر مریضوں کا علاج کرنا۔ بیع و شرا میں دھوکہ کرنا۔ غلاموں اور

مزدوروں کو پورا معاوضہ نہ دینا۔ تقریبات میں برادری سے نیوتہ وصول کرنا۔ منشیات اور حرام چیزوں کی تجارت کرنا۔ ان کے علاوہ اور ہزاروں طریقے ہیں جن کے ذریعے ایسے حرام خور ظالم بے بس کمزور انسانوں کا روزمرہ خون چوستے رہتے ہیں۔ غصب شدہ مال کے بعد اگر کوئی اپنی زندگی میں توبہ کر کے اپنے گناہوں کا ازالہ کرنا چاہے تو اسلام میں اس ازالہ کی تین صورتیں ہیں۔

آئمہ کرام فرماتے ہیں۔

(۱) جس آدمی کا مال غصب کیا گیا ہے۔ اگر وہ زندہ موجود ہے تو وہ مال بعینہ اس کو واپس کردے بامعذرت کر کے اسے کسی نہ کسی طریقے سے راضی کرے۔

(۲) اگر وہ زندہ نہیں ہے تو اس کے بعد جو اس کے وارث موجود ہیں وہ سامان ان کے حوالے کردے۔

(۳) اگر کوئی آدمی ایسے لوگوں کا مال غصب کرتا رہا ہے اسے نہ تو یہ یاد ہے کہ اس نے ان کا کس قدر مال غصب کیا تھا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ دیانت کے ساتھ اس غصب شدہ مال کا ایک اندازہ کر لے اس کے بعد اس رقم کو غرباء اور مساکین پر خرچ کردے۔ اس طرح اس کے تمام قرضوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ اگر وہ اتنا کمزور ہے کہ وہ اپنے قرض کا ایک درہم بھی ادا نہیں کر سکتا ہے تو پھر اسے چاہیئے کہ کثرت کے ساتھ توبہ استغفار کرتا رہے۔ ایسی اضطراری حالت میں امید ہے کہ اسے اخروی مواخذہ نہ ہوگا۔

آئمہ کرام کی اصل عبارتیں یہ ہیں۔

(۱) وان کانت یتعلق بالعباد فان کانت من مظالم الاموال یردھا الیھم اوالی من من یقوم من مقامھم من وکیل اووارث ہذا۔

(۲) رجل علیہ دیون لایعرفهم من غصوب و مظالم یتصدق بقدرها علی الفقراء علی عزیمتہ القضاء

(شرح فقہ اکبر ص۱۹۴)

اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کا حق خواہ ایک پیسے کے برابر ہو یا لاکھوں کی تعداد میں۔ آخرت کی تعزیز کے مطابق یہ دونوں قابل گرفت ہیں۔ اس کی بہترین صورت یہی ہے کہ آدمی اپنی زندگی ہی میں حق العباد کے مظالم سے اجتناب کرتا رہے۔ اور اپنے ذمہ شدہ قرضوں کو فوراً ادا کرتا رہے۔

فرائض کا تارک اور اس کی توبہ

اس دور میں بد عملی اس کثرت سے پھیل گئی ہے۔ کہ مسلمانوں کی اکثریت اسلام کے بنیادی ارکان کی بھی پابندی نہیں کرتی۔ صرف نماز ہی کو دیکھ لیجئے لاکھوں میں سے کوئی ایک مسلمان ہو گا جو حد بلوغ سے لے کر اپنی موجودہ عمر تک نماز کو پوری پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہا ہو۔ اسی طرح روزہ زکاۃ اور حج کا حال دیکھ لیجئے۔ اگر کہیں کہیں اس کی صورت نظر آتی ہے۔ تو انہیں صرف ایک رسمی عادت کے طور پر ادا کیا جا رہا ہے۔ بے نمازی ہو یا تارک صوم و زکوۃ جب تک، اپنی زندگی میں ان کی پوری تعمیل نہ کرے، اخروی عذاب سے قطعاً نہیں بچ سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض ایسے ارکان ہیں کہ ان میں غربا اور مساکین کا ذاتی حق بھی شامل ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے:۔

وفی اموالهم حق للسائل والمحروم

مسلمانوں کے مال میں جس طرح ان کا ذاتی حق ہے اسی طرح زکاۃ عشر کے ذریعے ان کے مال میں مساکین اور غربا کا حق بھی مقرر کر دیا گیا ہے۔ اگر کوئی صاحب

نصاب مسلمان کافی عرصے تک اپنے مال کی زکواۃ نہ نکالے تو آپ اندازہ کریں کہ اس مال میں سے ہر سال جو اسے مساکین کا چالیسواں حصہ حق کے طور پر دینا فرض تھا۔ وہ زکواۃ نہ دینے کی وجہ سے ان مساکین کا کتنا مال ہضم کر گیا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ جتنا عرصہ اس نے اپنے مال سے زکواۃ نہیں نکالی۔ اس کا اندازہ کر لے۔ اتنا مال پھر مساکین اور غربا کے حوالے کر دے۔ ورنہ قرض کی طرح آخرت میں ان مساکین کی حق تلفی کا عذاب بھی بھگتنا پڑے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس مسلمان کی نمازیں، روزہ اور زکواۃ غفلت کی وجہ سے قضا ہو گئی ہوں۔ ان کی ادائیگی کا جب تک اس دنیا میں اہتمام نہ کرے آخروی گرفت سے قطعاً محفوظ نہیں ہو سکتا۔ ان ارکانِ اسلام کی اس کوتاہی پر توبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے۔

محدث ملا علی قاری آئمہ سلف سے نقل کرتے ہیں:۔

وان كانت عما فرط فيد من حقوق الله كصلوات وصيام وزكواة فتوبتد ان يندم على تفريطہ اوّلاً ثم يعزم ان لا يفوت ابداً ثم يقضى مافاتہ جميعاً۔

"اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے جیسے نماز روزہ اور زکواۃ کی ادائیگی میں کافی عرصہ کوتاہی کرتا رہا ہو تو اس کوتاہی پر توبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ پہلے ان کے ترک پر دل میں ندامت کا اظہار کرے۔ پھر پختہ عہد کر لے کہ آئندہ ان فرائض کو بالکل ترک نہ کروں گا۔ اس کے بعد اپنی فوت شدہ نمازیں۔ روزے اور زکواۃ کی مقدار شمار کر کے ان کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتا رہے۔"

(شرح فقہ اکبر ص ۱۹۴)

اس سے معلوم ہوا جب تک ان چھوڑے ہوئے ارکان کو عملاً ادا نہ کرے گا صرف زبانی توبہ کرنے سے نجات نہیں ہو سکتی۔

بہتان اور غیبت کی توبہ

اسلام میں جس طرح دوسرے مسلمان کا مال کھانا درست نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی حکم ہے کہ اس کی عزت نفس کی ہی توہین نہ کی جائے۔ توہین کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کے عیوب کو جگہ جگہ تحقیر کے انداز میں افشاء کیا جائے اسے غیبت کہتے ہیں۔ اس کے بعد بہتر ہے کہ کثرت سے استغفار پڑھتا رہے۔ اس سے غیبت کے گناہ کی تلافی ہو جائے گی۔ ہاں ایسا فاسق جو اپنی برائی کو فخر کے طور پر اعلانیہ گناہ کرتا ہے۔ ایسے فاسق کی برائی کو عبرت کے طور پر بیان کرنا درست ہے۔ اسے غیبت میں شمار نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ظالم امراء اور بدیانت ارباب حکومت کی برائیوں کو بھی نمایاں کر سکتا ہے۔ وہ علماء جو دین کی تشریحات میں تحریف کرتے ہیں۔ ایسے علماء کی اعلانیہ طور پر قباحت بیان کرنا درست ہے۔ عزت نفس کی توہین کی دوسری صورت یہ ہے کہ جھوٹے الزام بنا بنا کر کسی مسلمان کو رسوا کیا جائے اسے بہتان بازی کہتے ہیں۔ اس سے توبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بار بار استغفار کی جائے اور دل میں عہد کرے کہ آئندہ ایسا کام نہ کروں گا۔

محدث ملا علی قاری لکھتے ہیں:۔

ان کانت المظالم فی لاعراض کا لقذف والغیبتہ فیجب فی التوبتہ منہا۔

(شرح فقہ اکبر ص۱۹۵)

"جو مظالم عزت نفس سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً کسی پر ناحق بہتان لگانا۔ یا غیبت کے طور پر اس کی برائیوں کو افشاء کرنا۔ ان کے بعد واجب ہے کہ اللہ کے سامنے توبہ کرے۔"

ایک شبہے کا ازالہ

عام لوگ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو فلاں گناہ بخش دے اگر نہ چاہے تو نہ بخشے۔ یہ بات بالکل غلط ہے بلکہ انسان جب اپنی غلطی کے بعد صحیح طریقے سے توبہ کرتا ہے تو وہ گناہ خواہ آسمان وزمین کے برابر کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے معاف کردیتا ہے۔

محدث ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

ولا یجوز لاحد ان یقول ان قبول التوبہ الصحیح فی مشیتہ الله فان ذلک جھل محض۔

(شرح فقہ اکبر ص۱۹۶)

"اس طرح یہ کہنا کہ صحیح توبہ کی قبولیت اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ ایسا قول سراسر جہالت کے مترادف ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی نوعیت کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو توبہ کے بعد وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیے کہ اپنے ہر گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے بار بار معافی مانگتا رہے۔

توبہ کرنے کا طریقہ

جو گناہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں۔ سابقہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ جب تک ان حقوق کی ادائیگی نہ کی جائے گی۔ صرف زبانی توبہ سے وہ گناہ معاف ہوسکتے عمومی گناہ جن کا تعلق اس کی اپنی ذات سے وابستہ ہے۔ جیسے زنا، شراب پینا۔ قتل کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا۔ اس قسم کے ہر گناہ صرف حقیقی توبہ کرنے سے معاف ہو جاتے

ہیں۔ توبہ کے الفاظ خواہ عربی الفاظ میں ہوں یا اپنی زبان میں، دونوں صورتوں میں معافی مل جاتی ہے۔ بعض ایسے گناہ بھی ہوتے ہیں۔ جو اللہ کے نزدیک تو اہم گناہ ہوتے ہیں۔ لیکن جاہل انسان اسے معمولی بات سمجھتا ہے۔ یا اس کے علم میں اسے گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے حکم ہے کہ دن میں ستر یا سو مرتبہ ضرور استغفار پڑھتا ہے۔ تاکہ جن جن گناہوں کا اسے علم تک نہیں ان کا ازالہ ہوتا رہے۔

گناہوں کے آفاقی اثرات

امام ابن قیم فرماتے ہیں۔

آثار و معاصی میں سے یہ بھی ہے کہ زمین پر مختلف قسم کی آفتیں نازل ہوتی ہیں۔ پانی، ہوا، زراعت اور پھلوں اور گھروں پر تباہیاں آتی ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

ظهر الفساد فی البر و الجر بما كسبت ايدى الناس ليذيقهم بعض الذى عملوما لعلهم يرجعون۔ (سورة روم)

خشکی اور تری میں ہر جگہ لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے خرابیاں ہو چکی ہیں۔ تاکہ خدا ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی حرکات سے باز آجائیں۔

امام مجاہد فرماتے ہیں۔ "ظالم حاکم جب ظلم و فساد شروع کر دیتا ہے۔ تو برسات روک دی جاتی ہے۔ کھیتیاں اور نسلیں برباد ہو جاتی ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالے ظلم اور فساد کو پسند نہیں فرماتا" استدلال میں انہوں نے یہی مذکورہ بالا

آیت پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا آیت کے اندر لفظ "بحر" وارد ہے اس سے یہ دریا مراد نہیں بلکہ ہر وہ آبادی مراد ہے جو جاری اور بہنے والے پانی کے کناروں پر واقع ہو اسی جاری پانی کو بحر کہا گیا ہے۔

عسکرمہؓ کہتے ہیں "بحر" سے مراد یہ دریا نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مراد پانی کے کناروں کی آبادیاں ہیں۔ آثار ومعاصی میں سے یہ بھی ہے کہ زمین شق ہونے لگتی ہے۔ آبادیاں زمین کے اندر دھنس جاتی ہیں۔ زلزلے آنے لگتے ہیں۔ زمین کی برکتیں اور اس کی روئید گی کم ہو جاتی ہے۔ (چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ثمود کی آبادیوں کا پانی نہ پئیو۔) تا آنکہ حکم فرمایا کہ اس پانی سے جو آٹا گوندھ لیا گیا ہے وہ بھی پھینک دو۔ اور اپنے اونٹوں کو بھی نہ کھلاؤ۔ یہ حکم آپ نے اس لئے فرمایا تھا کہ قوم ثمود کے گناہوں کی نحوست اس پانی میں بھی سرائیت کر گئی تھی۔ غرض گناہوں کی شومی پھلوں اور دیگر اشیاء میں بھی آتی ہے۔ امام احمد حنبل فرماتے ہیں۔ بنی امیہ کے خزانے میں میں نے ایک تھیلی دیکھی جس کے اندر چھوٹی کھجور کے برابر گندم کے دانے بھرے ہوئے تھے۔ اور تھیلی پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ "عدل وانصاف کے زمانے میں ایسے گیہوں پیدا ہوا کرتے تھے۔"

یہ تمام آفتیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے بھیجی ہیں۔ نیز بعض دیہاتیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ آج کل جو پھل یہاں پیدا ہو رہے ہیں۔ اس سے بہت بڑے پھل یہاں پیدا ہوتے تھے۔ جو آج کل آفتیں آرہی ہیں پہلے نہ تھیں۔ کچھ تھوڑے ہی زمانے سے یہ آفتیں آرہی ہیں۔

معاصی کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ انسان کے دل سے وہ غیرت فنا ہو جاتی ہے۔ جس سے قلب کی حیات وابستہ ہے۔ قلب کی زندگی کے لئے غیرت وہی

حکم رکھتی ہے جو جسم کی زندگی کے لئے حرارت غریزیہ رکھتی ہے۔ جس طرح جسم حرارت کے بغیر زندہ نہیں ہو سکتا۔ قلب غیرت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ غیرت کی حرارت ہی قلب کی خباثت اور ناپاکی۔ مذموم صفات اور ذلیل و خسیس اوصاف کو جلادیتی ہے۔ جس طرح کہ آگ کی بھٹی سونا۔ چاندی اور لوہے کا زنگ جلادیتی ہے۔ اور دنیا میں سب سے زیادہ شریف بلند مرتبہ۔ بلند حوصلہ عالی قدر اور عالی ہمت شخص وہ ہوتا ہے جو اپنے اندر اپنے لئے اپنے خواص کے لئے اور بندگانِ خدا کے لئے انتہادرجے کی غیرت رکھتا ہو۔

غیرت انسان کے لئے وہی درجہ رکھتی ہے۔ جو بھینس اور بیل وغیرہ کے لئے سینگ کا درجہ ہے۔ ان ہی سینگوں کے زور سے وہ اپنی اور بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور دشمن سے بچاؤ کرتے ہیں جب سینگ ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو پھر ہر دشمن اس پر حملہ آور ہونے لگتا ہے۔

معاصی کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ بندہ کے دل میں پروردگار عالم کی عظمت و جلال کم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالی کی عظمت و جلالت، وقار و ہیبت جو بندے کے دل میں ہونی چاہیئے قطعاً باقی نہیں رہتی۔ اگر قلب میں اس کی عظمت و جلالت موجود ہو تو وہ کبھی عصیاں و نافرمانی کی جرات نہیں کرتا۔

یہ تو معاصی اور گناہوں کا ایک پہلو ہے۔ لیکن اس سے زیادہ خوفناک، درد انگیز، تلخ ترین، ایک اور پہلو ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان جب اس دنیا سے رخصت ہو کر بارگاہ الہی کی طرف جانے کی تیاری کرتا ہے۔ اور حالت نزع اس پر طاری ہوتی ہے تو اس کا قلب اور زبان دونوں اس سے بے وفائی کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات اس کے منہ پر کلمہ شہادت تک جاری نہیں ہوتا۔

جب انسان حضور ذہن، قوت دماغ اور قوتِ ادراک کے زمانہ میں شیطان کو

اپنے اوپر قابض اور مسلط کر لیتا ہے۔ اور شیطان جدھر چاہتا ہے۔ اسے گھسیٹ کر لے جاتا ہے۔ ذکر الٰہی سے غافل اور بے خبر کر دیتا ہے۔ اس کی زبان کو اس کے ذکر سے معطل کر دیتا ہے۔ اور خود اسی کے اعضاء کو اس کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ تو اس وقت جبکہ اس کی ساری قوتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جب نزع کی تکالیف میں وہ مبتلا ہوتا ہے۔ شیطان پوری قوت سے اس پر حملہ آور ہوتا ہے اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے آدھمکتا ہے۔ تاکہ اس سے انتقام لے۔ کیونکہ یہ بندے کا آخری عمل ہوتا ہے۔ اس وقت شیطان پوری قوت سے آراستہ ہوتا ہے۔ اور یہ خود اس وقت کمزور ضعیف نحیف اور ہر قسم کی طاقتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ بتلاؤ اس وقت اس کو کون بچا سکتا ہے اس حالت میں صرف اللہ تعالی ہی ایمان والوں کی حفاظت کرتا ہے اور وہی ایمان قائم اور ثابت رکھتا ہے۔ اور بس۔

يثبت الله الذى امنو! بالقول الثايت فى الحياة الدنيا وفى الاخرة ويضل الله الظالمين ويفعل مايشاء (ابراہیم)

جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو پکی بات پر (یعنی کلمہ توحید کی برکت سے) اللہ دنیا میں بھی اسے ایمان پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور جو وہ چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

معاصی کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ اس سے قلب اندھا ہو جاتا ہے۔ گناہ اگر قلب کو بالکل اندھا نہیں کرتا لیکن بصیرت قلبی کو ضرور کمزور کر دیتا ہے۔ یہ بات پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ کہ گناہ سے قلب ضرور کمزور ہو جاتا ہے۔ جب قلب اندھا ہو جاتا ہے تو ہدایت معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ اور ایسا شخص نہ اپنی ذات پر حق کا نفاذ کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے پر بلکہ نفاذِ حق کی قوت بالکل

کمزور ہو جاتی ہے۔

انسانی کمال کا مدار دو بنیادی امور پر ہے۔

اول۔ حق اور باطل کی معرفت

دوم۔ باطل کے مقابل میں حق کے اختیار کرنے کی قوت۔

دنیا اور آخرت میں مخلوقِ خدا کی منزلوں میں فرق و تفاوت اسی قدر ہوتا ہے۔ جس قدر ان دو امور میں تفاوت ہوتا ہے۔ اور انہیں دو امور کی بنا پر اللہ تعالی نے انبیاء کرام کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

واذ کرعبادنا ابراہیم و اسحاق و یعقوب اولی الایدی والابصار (ص)

اور اے پیغمبر! ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو۔ وہ ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔

اولی الایدی (قوت) سے مراد یہی تنقید حق کی قدرت ہے اور الابصار سے دینی بصیرت مراد ہے۔ اللہ تعالی نے انبیاء کرام کی مدح و توصیف۔ ادراک حق اور تنقید حق کے کمال کی جو اصل وجہ ہے اسے اس ایک میں نفیس انداز کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ (الجواب الکافی ص ۱۶۰، ۱۶۷)

دنیا میں تین گناہوں کا انتقام فوری ہوتا ہے۔

آئمہ سلف فرماتے ہیں۔ تین گناہ ایسے ہیں جب تک ان کا انتقام اس دنیا میں نہیں لیا جاتا موت اسے نہیں آتی۔

۱۔ زنا کا ارتکاب

۲۔ والدین کی نافرمانی
۳۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔

(۱) زانی جب کسی کی بہن یا بیٹی کی عصمت دری کرتا ہے۔ تو یہ ایک ایسا قرض ہے جسے زانی کا اپنا وجود ادا نہیں کر سکتا۔ اب لازماً اس عصمت دری کے قرض کو اس کے حرم نشین ہی ادا کریں گے۔ جب تک اس انتقام کے منظر کو خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے گا۔ موت اسے قطعاً نہیں دبوچ سکتی۔

(۲) آغاز میں بچہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ اپنے اختیار سے کروٹ بھی نہیں بدل سکتا۔ اگر اوندھا ہو جائے تو سیدھا نہیں ہو سکتا۔ اس کے والدین بڑے بڑے مصائب برداشت کر کے اس کی ہر کمزوری کو دور کرتے رہتے ہیں۔ پھر ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہ بچہ جوان ہو کر طاقت ور ہو جاتا ہے۔ اس کے والدین بچے کی طرح ہزاروں کمزوریوں کا مجموعہ بن جاتے ہیں۔ اگر اولاد اس عالم میں ان کی صحیح خدمت نہ کرے تو ان کی لرزتی ہوئی ہڈیوں اور بوسیدہ ڈھانچے کو کون سہارا دے گا۔ اتنے احسانات کے باوجود اگر اولاد اس بڑھاپے میں انہیں اذیت دے گی تو قدرت ان سے اس طرح انتقام لیتی ہے کہ ان کے وجود سے کچھ ایسی اولاد پیدا ہو جاتی ہے۔ جب ان کے والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ تو وہ بھی اس عالم میں اسی طرح انہیں اذیت پہنچاتے رہیں گے۔ جس طرح کہ انہوں نے اپنے بوڑھے والدین کو اذیت پہنچائی تھی۔

ساس بھی ماں کے برابر ہوتی ہے اگر کوئی بہو اپنی ساس کو اذیت دے گی تو اس کے اپنے بیٹے جب جوان ہو جائیں گے تو وہ بھی خیر سے کسی بہو کی ساس بن جائے گی۔ پھر یہ بہو اس کے ساتھ وہ حشر کرے گی جیسا کہ یہ اپنی بوڑھی ساس

کے ساتھ کرتی تھی۔ مشہور قول ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

(۳) کوئی آدمی اگر کسی کو ناحق قتل کر دے۔ اگر اس کا قتل چھپ نہیں سکا تو لازماً اس کا قاتل آئینی سزا میں اس کا بدلہ ادا کرے گا۔ اگر قاتل کسی طرح ظاہر نہ ہو سکے۔ تو قدرت اس سے اس طرح انتقام لیتی ہے کہ یا تو وہ کسی حادثے میں ہلاک ہو جائے گا۔ یا اس کے وجود پر کوئی ایسی مہلک مرض مسلط کر دی جائے گی کہ وہ بستر پر تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے گا۔

اسی طرح بعض گناہ ایسے بھی ہیں کہ تکوینی طور پر ان کا انتقام بھی اسی دنیا میں ہوتا رہتا ہے چونکہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ اس لئے ہر آدمی ایسے انتقام کا ادارک نہیں کر سکتا۔

تمت ۳۱-۱۲-۹۴

رسمی پیر جی کے نذرانے اور توبہ

نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا
اس خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن

حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک گداگر رات کو اپنے گھر کے افراد سے زیادہ روٹیاں جمع کرتا تھا۔ حضرت عمر نے اسے گرفتار کر کے فرمایا کہ تو اپنی ضرورت سے زیادہ روٹیاں وصول کر کے مسلمانوں کا مال غصب کر لیتا ہے۔ پھر اسے سزا دے کر اس سے زائد روٹیاں ضبط کریں۔

امام غزالی فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جو رسمی پیر مریدوں سے نذرو نیاز اور تعویذ بازی کی اجرت وصول کرتے ہیں۔ انہیں یہ سارا غصب شدہ مال اس دنیا میں واپس کرنا ہو گا ورنہ آخرت میں انہیں اس مغصوب مال کی وجہ سے بڑا ہی عذاب ہو گا۔ (احیاء العلوم)